Fikr-o-Nasar (Islamabad) 37:4 (2000)

ہندومت قبل از اسلام
(ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)

ڈاکٹر ظفر اللہ بیگ ☆

ہندومت کے بارے میں گفتگو کرنے سے قبل یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ ہندومت نے ہندوستان میں جنم لیا اور یہ ایک انڈو آریائی مذہب کے طور پر ابھرا اس کے برعکس یہودیت، عیسائیت اور اسلام سامی مذاہب ہیں جو اس سے بالکل مختلف ہیں اسلام نے جو خدا کی وحدانیت کا تصور، اس کی ذات و صفات اور ہستی کا تعارف پیش کیا ہے وہ اپنی الگ نوعیت کا حامل ہے جو کسی اور مذہب یا عقیدے میں موجود نہیں۔ ایسے ہی کسی کتاب کا الہامی ہونا، انبیائے کرام کی ذات والا صفات اور ان کا نبی و رسول ہونے کا منصب سامی مذاہب سے خاص ہے۔

وحی خصوصاً قرآن حکیم میں وحی کا جو تصور پیش کیا گیا ہے اور خدا کے فرستادہ جس طرح وحی کی صورت میں خدا کے احکام وصول کرتے تھے یہ سب باتیں اور اسلامی عقائد جزا، سزا، قیامت وغیرہ اور اعمال نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، اسلام ہی کا خلاصہ ہیں اور اپنی اصلی صورت میں دین اسلام میں موجود ہیں۔ ہندومت میں ان امور کا کوئی

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، کلیۃ اصول الدین، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad.　　http://iri.iiu.edu.pk/

واضح تصور نہیں اور نہ ہی ہندو مذہبی رہنما ان کو مانتے ہیں۔ اس لئے وہ لوگ جو ہندومت میں توحید، خدا اور رسول اور وحی وغیرہ کے نظریات تلاش کرتے ہیں یا بعض تاویلات کے ذریعے ہندو کتب میں ان باتوں کے وجود کو ثابت کرتے ہیں وہ غلطی خوردہ ہیں۔ یا تووہ ہندومت کا صحیح ادراک نہیں رکھتے یا ان کے اسلامی عقائد و نظریات کی درست تفہیم نہیں[۱]۔ ہندوستان میں اسلام کی آمد کے بعد اسلام اور ہندومت کا فکری، دینی، تہذیبی اور فلسفیانہ تصادم ہوا۔ دونوں مذاہب اور تہذیبوں نے ایک دوسرے سے بہت کچھ حاصل کیا لیکن ہندومت اپنے نظریات کی لچک اور وسعت کے باوجود اسلام کو اپنے اندر جذب نہ کر سکا حالانکہ ہندوستان سے اٹھنے والی دو اہم اور مضبوط تحریکوں کو ہندوؤں نے مفلوج کر کے ہندوستان سے باہر نکال دیا یہ بدھ مت اور جین مت تھا۔

برطانوی عہد میں سیاسی اور ملکی ضروریات کے تحت بعض مسلمانوں نے ایسے خیالات کا اظہار کیا جس سے ایسی غلط فہمی جنم لے سکتی ہے انہوں نے قرآن کی اس آیت کی بنیاد پر کہ تمام اقوام میں ہدایت دینے والے آئے امکانی اور قیاسی طور پر ہندو دیوتاؤں اور مذہبی رہنماؤں کو نبی اور رسول بنا دیا ان کی کتابوں کو الہامی بتایا اور ان کی تعلیمات کو اسلامی تعلیمات کے قریب ثابت کیا۔ کرشن جی مہاراج، رام چندر جی[۲] وغیرہ کو نبی اور رسول، شیوجی کو حضرت آدم، بی بی حوا کو پاربتی اور پران کو قرآن کہا۔ کسی مذہب کے رہنما کو ہم امکانی طور پر اس منصب پر فائز نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہم جب قبل از اسلام ہندومت کا مطالعہ کریں گے تو ہمارے پیش نظر یہ بات ہوگی کہ ہندو فلسفہ فکر ایک مخصوص تمدنی و تہذیبی ماحول میں پروان چڑھا اس کے اپنے دیوی دیوتا، معتقدات، فلسفہ و فکر اور مذہبی رجحانات ہیں جن کا اسلام سے براہ راست کوئی تعلق نہیں۔ البتہ بعض آفاقی صداقتیں اور عالمگیر سچائیاں ہوتی ہیں جو مذہبی ہستیوں کی تعلیمات میں عملی

طور پر مشترک حیثیت رکھتی ہیں۔ اس میں توارد ہو سکتا ہے۔

ہندو مت کا ارتقاء

ہندومت پر گفتگو کرنے سے پہلے ہندوؤں کی ابتدائی تاریخ پر ایک نظر ڈالنی ضروری ہے تاکہ اس تناظر میں ابھرنے والے مذہبی عقائد اور ہندوفلسفہ سے شناسائی حاصل ہو سکے۔ ہمارے پاس ہندو قوم کی قدیم عہد کی مدون شدہ تاریخ موجود نہیں ہے اس لئے مؤرخین کو ہندومت کی تعلیم کے لئے دیگر تاریخی آثار کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ مشہور فرانسیسی محقق ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے :

> ''ان ہزارہا جلدوں میں جو ہندوؤں نے اپنے تین ہزار سال کے تمدن میں تصنیف کی ہیں ایک تاریخی واقعہ بھی صحت کے ساتھ درج نہیں ہے۔ اس زمانہ میں کسی واقعے کو پیش کرنے کے لئے ہمیں بیرونی سہاروں سے کام لینا پڑتا ہے ان کی تاریخی کتابوں میں ہر چیز کو غلط اور غیر فطری صورت میں دیکھنے کی خاصیت نہایت واضح طور پر پائی جاتی ہے اور یہ بات ایک آدمی کو سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ ان کے ذہن میں کجی ہے۔۔۔ قدیم ہندوں کی کوئی تاریخ ہی نہیں ہے اور نہ عمارات اور یادگاروں سے اس کی تلافی ہوتی ہے۔۔۔ ہندوستان کا تاریخی زمانہ فی الواقع مسلمانوں کی فوج کشی کے بعد شروع ہوا اور ہندوستان کے پہلے مؤرخ مسلمان ہیں''(۳)

ہندوؤں کے اکابرین نے اول تو اپنے عہد کے واقعات مدون نہیں کئے اور دوسرے جو کچھ ضبط تحریر میں لایا گیا وہ اتنا مبالغہ آمیز، اصنام پرستی پر مبنی اور ناقابل فہم ہے کہ تاریخ نہیں کہلا سکتا۔ ان حالات کی روشنی میں ہندوؤں کے مذہبی عقائد و رجحانات ان کے تمدن، سیاست اور معیشت کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے۔

ہندوؤں کی اس کمزوری کا اعتراف ہندوستان کے سابق وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی کیا ہے اپنی کتاب "تلاش ہند" میں لکھتے ہیں:

> "اہل چین، اہل یونان اور عربوں کے برعکس قدیم ہندوستان کے لوگ مؤرخ نہیں تھے۔ یہ ہماری بڑی بدقسمتی ہے اور اس نے یہ دشواری پیدا کر دی ہے کہ ہم گذشتہ عہد کے واقعات کا زمانہ یا تاریخ متعین کر سکیں یہ واقعات کچھ اس قدر باہم خلط ملط ہوتے ہیں کہ ان سے عجیب خلفشار پیدا ہوگیا ہے۔۔۔ ہمارے ہاں صرف ایک کتاب یعنی پنڈت کلہن کی راج ترنگنی ایسی ہے جسے ہم تاریخی کتاب کہہ سکتے ہیں۔ یہ کتاب کشمیر کی تاریخ ہے اور بارھویں صدی عیسوی میں لکھی گئی تھی باقی واقعات کے لئے ہمیں تصورات کی دنیا میں جانا پڑتا ہے"(۴)

مؤرخین، آریوں کی ہندوستان میں آمد کے بعد ہندو تہذیب و معاشرت اور ان کے مذہبی عقائد کا ارتقاء پیش کرتے ہیں۔ آریوں کی آمد کی زمانے کے متعلق بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ مشہور ہندو لیڈر بال گنگا دھر تلک کا خیال ہے کہ وہ منطقہ باردہ سے ہندوستان آئے تھے۔ ہندوستان میں سنسکرت زبان اور ہندومت پر تحقیقی کام

کرنے والے جرمن پروفیسر میکس ملر (Max Muller) ان کو وسط ایشیا کے باشندے بتاتے ہیں جو زیادہ قرین قیاس ہے۔ ان کی آمد کا زمانہ ایک ہزار اور پندرہ سو قبل مسیح تھا۔ انہوں نے رفتہ رفتہ ہندوستان میں آکر یہاں کی قدیم دراوڑ، کول اور منگول اقوام کو جنوب اور مشرق کی طرف ہجرت پر مجبور کردیا۔ پہلے یہ لوگ پنجاب میں داخل ہوئے پھر دریائے گنگا جمنا کے کنارے آباد ہوگئے۔ شمالی ہندوستان کو آریہ ورت کہا جانے لگا۔ آریہ قوم کا مذہب کیا تھا اس کی جھلک ویدوں میں ملتی ہے۔ یہ لوگ مظاہر فطرت کی پوجا کرتے تھے کھلی جگہوں پر عبادت کرتے تھے۔ مورتی پوجا کا رواج نہ تھا(۵)۔

یوں تو ہندومت کے نام سے جو عقائد، نظریات و فلسفہ مروج ہے اس کو مذہب کے وسیع تر مفہوم میں قیاس کرنا مشکل ہے کیونکہ مذہب ایک بنیادی عقیدہ پر مبنی ہوتا ہے۔ مگر ہندومت میں ایسا کوئی بنیادی عقیدہ نہیں مختلف طبقے، گروہ، علاقے، ذاتیں، برادریاں جن کے عقائد، دیوی دیوتا، عبادات اور فلسفہ بالکل جدا جدا ہیں ہندومت سے وابستہ کہلاتے ہیں اور ان سب کو ہندودھرم کے پیروکار مانا جاتا ہے۔

ہندومت کی روح اس کی میتھالوجی، فلاسفی، مذہبی اور اخلاقی معتقدات، کا تنوع موجودہ ہندوستانی معاشرے میں بدرجۂ اتم پایا جاتا ہے۔ اس لئے ہندومت کی ایک جامع تعریف مرتب کرنے میں محققین کو بہت سی دشواریوں کا سامنا رہا ہے بعض ہندو فلسفی مختصراً یہ تعریف کرتے ہیں کہ "ہندو مذہب وہی ہے جو ایک ہندو کرتا ہے"(۶) ایک مغربی محقق کہتا ہے "ہندومت ان رسوم، عبادات، عقائد، روایات وغیرہ کا مجموعہ ہے جن کو برہموں کے احکام اور ان کی متبرک کتابوں کی تصدیق حاصل ہے اور جنہیں برہموں کی تعلیمات کے طور پر پھیلادیا گیا ہے"(۷)۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ ہندومت نظریاتی طور پر جو کچھ بھی ہو اس کا فلسفہ

کیسا ہو عملی طور پر یہ دیوی دیوتاؤں کی پوجاپاٹ کا ایک نظام ہے اور بعض رسومات کا مجموعہ ہے اس کو ہندو پیشوائیت یعنی برہمنیت نے اتنا پیچیدہ بنا دیا ہے کہ اصل عقیدے اور مروجہ طریقے میں فرق کرنا مشکل ہے۔

ہندومت کی کتابیں :

ہندومت کی ایک قابل قبول تعریف اور ان کی مذہبی کتب کے درست تعین میں تمام تر دشواریوں کے باوجود ہندومت کے موضوع پر مغربی محققین نے جو تحقیقی کام کیا ہے اس کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوؤں نے اپنی مقدس کتابوں کی حیثیت کو متعین کر دیا ہے۔ اس کی بنیاد پر ہم ان کے مذہبی عقائد اور دینی فلسفہ فکر کو بیان کر سکتے ہیں۔ یہ کتابیں تین بڑے حصوں میں منقسم ہیں جو مختلف ادوار میں مدون ہوئیں :

۱-وید، ۲-گیتا، ۳-منوسمرتی۔

درج بالا تقسیم کے علاوہ ہم رامائن، مہابھارت، اپنشد اور پرانوں کو بھی مذہبی کتب میں شامل کرتے ہیں۔ قدیم کتب فرسودہ سنسکرت زبان میں ہیں جن میں مادی اشیاء کی پرستش کا ذکر ہے۔ دوسرا اہم حصہ رسومات اور قربانیوں کی ادائیگی سے متعلق ہے۔ تیسرا حصہ فلسفیانہ نوعیت کا ہے، قانون کی کتب میں ذات پات اور انفرادی زندگی گزارنے کے طریقے درج ہیں کئی کتابیں دیوتاؤں سے عقیدت کے اظہار کے طریقے اور منتر بتاتی ہیں۔ یہ تمام کتابیں ایک درجہ کی مقدس اور متبرک نہیں ہیں۔ ان میں بعض کتب کو زیادہ تقدس حاصل ہے۔

ہندومت میں ایک تو وہ کلام ہے جو شُرتی کہلاتا ہے اور دوسرا سمرتی کہلاتا ہے۔

شرتی : (ا) گیان کے ذریعہ حاصل کیا گیا علم۔ (ب) کائناتی وحی سے حاصل الفاظ۔ (ج) سنی سنائی چیزیں۔

وید شرتی ہیں یہ رشیوں نے گیان دھیان اور کائنات پر غور کر کے حاصل کئے ان کو ضبط تحریر میں نہ لایا گیا۔

سمرتی : روایت یا سنی سنائی باتیں اور ویدوں کی شرحیں ہیں۔
ان کی مزید تقسیم اس طرح کی جاسکتی ہے :

شُرتی لٹریچر : شرتی یا رشیوں کے کلمات اور سنی سنائی باتیں ان مقدس کتب میں ہیں :

(۱) چاروید۔ رگ وید، سام وید، یجر وید، اتھروید۔

(۲) ویدک لٹریچر یعنی سمہتا، براہمنہ، ارنیاکاس، اُپنشد۔

- * سمتھیا چار ہیں۔ ان میں دیوی دیوتاؤں کی مدح و تعریف، رسومات، بھجن وغیرہ ہیں۔ چاروں ویدوں کی چار ستیا ہیں جیسے رگ وید ستیا وغیرہ۔
- * برہمنا- ویدوں کی وہ شرحیں جو برہموں کے لئے ہیں ان میں ویدوں کی رسومات منتر، سیتا شامل ہیں۔ ان کو کرم کنڈا بھی کہا جاتا ہے۔
- * ارنھیاس- برہموں نے جنگلوں میں جا کر یعنی بن باس کے دوران جو تعلیمات مرتب کیں وہ ارنھیاس ہیں۔ ان میں سے بہت سی گم ہوگئیں اور بہت سی تعلیمات کو دو ویدوں کا حصہ بنادیا گیا۔
- * اُپنشد- ہندوؤں کی فلسفیانہ تعلیمات، نصائح، حصول معرفت کے طریقے ایک گرو جو اپنے شیشک (شاگرد) کو بتاتا ہے(۸)۔

سمرتی لٹریچر : روایات یا وہ سنی سنائی باتیں جو ایک نسل سے دوسری کو منتقل ہوئیں ان کا درجہ کم ہے۔ یہ زیادہ تر ویدوں کی شرحیں ہیں اور انسانی کاوشوں کا ثمرہ ہیں۔

شرتی کے برعکس جو ویدوں کے رشیوں کا کلام تھا یہ عام رشیوں کی باتیں ہیں ان میں مندرجہ ذیل کتب شامل ہیں۔

- * ویدانگ- وید کے متعلق علوم یعنی لسانیات، گرامر، صرف و نحو، رسومات نظم، فلکیات۔
- * سوتر- مذہبی نصائح، آمیز، اور وجدانی نظمیں۔
- * رامائین- رزمیہ نظم۔
- * مہابھارت- رزمیہ نظم۔
- * پُران- دیوی دیوتاؤں کے تذکرے بشمول دس اوتار۔
- * دھرم شاستر- مذہبی قانون خصوصاً منو کا دھرم شاستر۔

اب ہم ہندوؤں کے مقدس لٹریچر کا ذرا تفصیل سے تعارف کراتے ہیں اور جہاں کہیں مناسب ہوا اسلام سے موازنہ پیش کریں گے۔

<u>چار وید :</u> وِدیا ودیاعلم و عرفان کے معنوں میں آتا ہے۔ اسی سے وید بنا ہے ان کا تعلق اس زمانے سے ہے جب آریہ ہندوستان آئے۔

وید چار ہیں : رِگ وید۔ یجُر وید۔ سام وید۔ اتھرو وید۔

<u>رِگ وید :</u> یہ سب سے پرانا وید ہے تقریباً ۱۵۰۰ق م میں مرتب ہوا یہ آریوں کے بھجنوں پر مشتمل ہے اور نظم کی صورت میں ہے۔ اس کے دس ہزار منتر ہیں جو ۱۰۱۷ یا ۱۰۲۸ سوکتوں اور دس منڈلوں میں تقسیم ہیں۔ اس کا آغاز اگنی دیوتا (آگ) سے ہوتا ہے اگنی کی پوجا اور تعریف کے بعد اندر دیوتا کی مدح و تعریف کی گئی ہے جو مخالفین سے مادی آسائشات حاصل کر کے آریوں کو بہم پہنچانے اور ان کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ سومہ دیوتا فصلوں کو پکاتا ہے۔ ایسے ہی اس میں اور دیوی دیوتاؤں کی تعریف کی

گئی ہے۔ جرمن پروفیسر میکس ملر نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا ان کے خیال میں یہ دنیا کی لائبریری میں سب سے پرانی کتاب ہے۔

<u>یجروید :</u> یہ سارا وید رگ وید سے ماخوذ ہے۔ قربانیوں کے وقت اس کے منتروں کا جاپ کیا جاتا ہے۔

<u>سام وید :</u> اس وید میں راگ اور گیت ہیں۔ رِگ وید سے نصف کے برابر ہے کئی منتر رِگ وید سے لئے گئے ہیں۔

درج بالا تین ویدوں کا علم رکھنے والے برہموں کو ترویدی کہتے ہیں یعنی تین ویدوں کا جاننے والا۔

<u>اتھروید :</u> اس میں کل چھ ہزار منتر ہیں جو چوبیس ادھیاؤں (بابوں) میں تقسیم ہیں زیادہ حصہ نثر میں ہے۔ کچھ حصہ جادو منتر سے متعلق ہے بعض لوگ اس کو کم حیثیت کا حامل قرار دیتے ہیں۔

چاروں وید ہندو برہموں رشیوں کا کلام ہے جو سنسکرت میں ہے۔ ہندو ان معنوں میں انہیں الہامی نہیں مانتے جیسے مسلمان قرآن کو مانتے ہیں اور نہ ہی ایسا انڈوآریائی مذہب میں ممکن ہے۔

بعض مغربی مفکر وحی کی دو قسمیں بتاتے ہیں۔ ایک وحی نبوت، دوسری کائناتی وحی، وحی نبوت سامی مذاہب میں پائی جاتی ہے۔ خدا اپنے بندے کو نبی و رسول مقرر کرتا ہے اور اسے اپنا پیغام وحی کر کے ایک قوم کی طرف ہدایت پھیلانے کے لئے مبعوث فرماتا ہے۔ کائناتی وحی میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ اس میں خدا بغیر وحی کے بندوں پر اپنی معرفت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ ہندومت اور بدھ مت میں اس کائناتی انکشاف کا ذکر ہے اور اس کے مجموعے کو مقدس کتاب کہا گیا ہے[۹]۔

گذشتہ صدی کے مشہور ہندو رہنما سوامی ہری پرشاد، لالہ لاجپت رائے، بھائی پرمانند ایم اے وغیرہ ویدوں کو الہامی نہیں مانتے صرف اپنے رشیوں کی یادگار سمجھ کر اس کی حفاظت کرنا ضروری سمجھتے ہیں(۱۰)۔

پنڈت جواہر لال نہرو فرماتے ہیں:

> "بہت سے ہندو ویدوں کو الہامی کتاب سمجھتے ہیں۔ میرے نزدیک ہماری بڑی بدقسمتی ہے کیونکہ اس طرح ان کی حقیقت ہم سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ وید صرف اس زمانہ کی معلومات کا مجموعہ ہیں وہ بہت سی چیزوں کا غیر مرتب شدہ ذخیرہ ہیں، دعائیں، قربانی کی رسومات، جادو، نیچرل شاعری وغیرہ"(۱۱)۔

وید ۴۱۴ رِشیوں کا کلام ہے جن کے نام ویدوں میں درج ہیں۔ ہر ایک سوکت (ایک رشی کے مکمل کلام) پر اس رشی کا نام موجود ہے۔ وید کے کئی منتر اس کے ثبوت میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔

ہندومت ویدوں کو مقدس کلام مانتے ہیں کیونکہ رشیوں کے ذریعے انہیں زبانی ملا اس کے برعکس خدا کی وحی جو کسی نبی پر اترتی ہے وہ اس کی کتاب ہوتی ہے۔ ہندومت کے مطابق رِشی نیک اور صاحب عرفان لوگ تھے اس لئے وہ پردۂ غیب میں جس چیز کا ادراک کرتے اس کو اپنے الفاظ میں بیان کرتے۔ اس لئے ویدوں کے الفاظ الہامی نہیں۔ جبکہ قرآنی وحی معجزہ ہے ان رِشیوں کو ایک تو منتروں کا جاپ کرنے والے اور بعض اوقات منتروں کے تخلیق کار کہا جاتا ہے۔ وید کتاب کی صورت میں رِشیوں کو نہیں ملے بلکہ مختلف زبانوں میں مختلف رِشیوں نے انہیں مرتب کیا یہ نسل بعد نسل زبانی طور پر

آگے بڑھتے رہے۔

اسلام کی سچی سادہ اور فطرت کے مطابق تعلیم کے نتیجہ میں ہندومت کے عقائد میں تدریجی تبدیلی آتی رہی ہندوؤں نے جب دیکھا کہ مسلمان اپنے نبیوں اور رسولوں پر ایمان لانے پر زور دیتے ہیں اور ان کو غیر معمولی انسان قرار دیتے ہیں تو ہندوؤں نے اپنے رشیوں کو مہاپرش (بہت بڑے آدمی) گیان دھیان کے حامل اور روحانیت اور معرفت میں ڈوبے ہوئے افراد بتایا۔ انہوں نے سخت ریاضت کر کے عرفان حاصل کیا۔ یہ تمام رشی موجودہ گمراہی کے دور یعنی کل یگ سے پہلے ہوئے۔ ان کی اتھارٹی کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ ہندوؤں کا یہ بھی کہنا ہے کہ رشی تو نہیں رہے لیکن اوتاروں کے ذریعہ اعلیٰ استعداد رکھنے والے لوگ اب بھی معرفت حاصل کرتے ہیں اور لوگوں کی مذہبی رہنمائی کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے کائناتی وحی کا دروازہ کھلا ہے۔ اسلام نے وحی کا دروازہ بند کردیا ہے۔ قرآن حکیم میں خدا کے انسان کے ساتھ تین طرح سے کلام کرنے کا ذکر ہے: وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے سے کلام یا فرشتہ کے ذریعے سے وحی۔ رشی یا ان کے بعد کے ہندو ایسے کسی تجربے سے نہیں گزرے۔ اس لئے وید کو الہامی کتاب، رشیوں یا اوتاروں کو رسول و نبی ان کی کائناتی معرفت کو وحی و الہام کہنا سراسر غلطی ہے(۱۲)۔

دوسرا نہایت اہم نکتہ یہ ہے کہ ویدوں کے جنتر منتر، قربانیوں، رسومات وغیرہ کا کوئی واضح مدعا و مقصد نہیں لیکن قرآن کی وحی کا ایک مقصد ہے ہم ان مقاصد کا مختصر ذکر کرتے ہیں۔

انسانی فلاح و بہبود: وحی کا مقصد انسانی فلاح و بہبود ہے۔ والذین یؤمنون۔۔۔

هم المفلحون (البقرۃ) اور جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو تجھ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔

یقین کے مراحل کا حصول : قرآنی وحی انسانوں کے دلوں میں کامل یقین پیدا کرتی ہے۔ عین الیقین سے علم الیقین اور پھر حق الیقین کی طرف لے جاتی ہے۔ انسان کی مخفی قوتوں کو بیدار کرتی ہے اور خدا کی معرفت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ یہ ایک واضح منزل ہے۔

شرف انسانی : قرآن کی وحی انسانیت کو شرف بخشتی اور شرک کا قلعہ قمع کرتی ہے۔ انسان کسی بت یا پتھر، دیوتا یا اوتار کے آگے سرنگوں نہیں ہوتا وہ ہندومت کی طرح ہر شے کی پوجا نہیں کرتا بلکہ خدائے واحد سے لو لگاتا ہے اس طرح پوری کائنات اس کے زیر نگیں ہو جاتی ہے۔

ویدوں یا ہندوؤں کی دیگر مذہبی کتب میں ایسے ارفع مقاصد موجود نہیں کیونکہ ویدوں کا کلام انسانی کاوش کا نتیجہ ہے اور قرآنی احکامات کا ماخذ خدائے یکتا کی وحی ہے جو ایک خاص ہستی کے قلب پر اترتی ہے۔ رِشیوں یا کسی رِشی کا اکتسابی کلام جس کا اپنا وجود مشکوک ہو اور جس کی ذات میں پاکیزگی اور صداقت کا ثبوت نہ ملتا ہو واضح، شفاف اور اعلیٰ کلام کے مقابل کیسے آسکتا ہے یا ان کائناتی صداقتوں کا کیسے حامل ہو سکتا ہے جو قرآن حکیم میں مذکور ہیں۔

قطعیت و تسلسل : قرآن خدا کا قطعی کلام ہے اور اس کے فلسفہ و فکر کا ایک مربوط نظام ہے۔ اس کی حفاظت کا خود خدا نے ذمہ لیا ہے۔ اس کے مقابلے میں ویدوں کے متعلق ڈاکٹر سین گپتا کے نظریات ملاحظہ ہوں۔

> ''ایک مبتدی جسے ابتداء میں سنسکرت لٹریچر سے متعارف کرایا جائے تو وہ پریشانی میں مبتلا ہوجائے گا کہ متضاد مطالب اور موضوعات پر مختلف مستند کتابیں ہیں لیکن ان سب کا نام وید یا شرتی (سنی سنائی باتیں) ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ وید اپنے وسیع مفہوم میں کسی خاص کتاب کا نام نہیں بلکہ یہ دو ہزار سال کے طویل عرصے پر پھیلے لٹریچر کا نام ہے چونکہ یہ لٹریچر اس علمی تگ و تاز کا مظہر ہے جو ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اس قدر طویل عرصہ رہے اور اس کو جمع کیا اس لئے اس کو لازماً متضاد عناصر کا مجموعہ ہونا چاہیئے''(۱۴)

جہاں تک رشیوں کو نبی اور رسول کہنے کا تعلق ہے یہ بات بالکل غلط ہے ویدوں کے زمانے اور بعد کے دور میں بے شمار رشی گزرے ہیں مگر کسی کا وحی یا الہام پانے کا دعویٰ نہیں۔ جو لوگ منتروں کا علم رکھتے تھے اور ان کی تعلیم دیتے تھے وہ بھی رشی کہلاتے، شاعروں اور پنڈتوں کو بھی ویدوں میں رشی کہا جاتا ہے۔ رشیوں کی اولاد اور ان کے شاگرد بھی رشی کہلاتے ہیں (رگ وید- منڈل ۱، سوکت ۶۲، منتر ۱۵) ان رشیوں کے حالات زندگی کا پتہ نہیں۔

ویدوں کا زمانہ : ہندو ویدوں کے ترتیب کے زمانے کو نہایت قدیم بتاتے ہیں آریہ سماجی رہنما پنڈت دیانند سرسوتی کے خیال میں دنیا ایک ارب ۹ کروڑ سال پرانی ہے اور یہی زمانہ ویدوں کا ہے۔ ایسے ہی ہندو دھرم کے دیگر پرچارک ان کو پانچ، آٹھ، دس ہزار سالہ پرانی کتب بتاتے ہیں۔ لوئی رینو (Louis Renou)ان کا عہد ۱۵۰۰ اور ۱۲۰۰ ق م بتاتا ہے۔ جدید مغربی مفکرین اس سے اتفاق کرتے ہیں[۱۴]۔

ویدوں کی تعلیمات : ویدوں کی تعلیمات کو ہم مختصر طور پر متعارف کراتے ہیں۔

توحید : وید میں توحید یا خدا کی وحدانیت کا کوئی تصور نہیں[۱۵]۔ وید کی سوکتوں پر ایک دیوتا کا نام ہے۔ ایسے ہی اس کے ساتھ ایک رِشی کا نام ہے جو اس کا مصنف ہے۔ یجر وید میں دیوتاؤں کی تعداد ۳۳ بتائی گئی ہے جن میں سے ۱۱ زمین پر رہتے ہیں ۱۱ زمین سے اوپر اور ۱۱ کائنات میں رہتے ہیں۔ رگ وید میں یہ تعداد ۳۳۴۰ ہے۔

خدا : رگ وید میں ایشور کی یہ تصویر کشی کی گئی ہے ”ہزاروں سروں والا پُرش، ہزاروں آنکھوں والا، ہزاروں پاؤں والا ہے وہ ترلوکی (دنیا) کو سب طرف سے گھیر کر ٹھہرا ہوا ہے“[۱۶]۔

ویدوں میں ایک اعلیٰ وجود کا ذکر کیا گیا ہے جو سب دیوتاؤں سے بڑھ کر ہے وہ ایشور ہے اور ہر دیوتا اس کا مظہر ہے۔ رگ وید میں ہے :

> ”ایک اگنی (آگ) ہے جو بہت سی جگہوں پر روشن ہوتی ہے۔ ایک سوریہ (سورج) ہے جو سب پر چمکتا ہے۔ ایک

اوشا (صبح) ہے جو سب کو منور کرتی ہے وہ جو ایک ہے سب کچھ ہو گیا"[۱۷]۔

برہمن اس ایشور کا منہ ہے، ایشور کے بازوؤں سے کھتری، رانوں سے ویش، پاؤں سے زمین اور کان سے طرفیں پیدا ہوئیں۔ چاند اس کے من (دل) سے اور آنکھ سے سورج پیدا ہوا۔ منہ سے اِندر (آگ) اور سانس سے ہوا پیدا ہوئی"[۱۸]

مخالفین سے سلوک: سوامی دیانند بانی آریہ سماج یجر وید کی تعلیم کی روشنی میں مخالفین کے بارے میں لکھتا ہے کہ ان کے ساتھ نہایت سخت سلوک کیا جائے اس نے خود بھی ایسا ہی کیا:

* دھرم کے مخالفوں کو زندہ آگ میں جلادو[۱۹]۔
* دشمنوں کے کھیتوں کو اجاڑو یعنی گائے بیل بکری اور لوگوں کو بھوکا مار کر ہلاک کرو[۲۰]۔
* اپنے مخالفوں کو درندوں سے پھڑوا ڈالو[۲۱]۔
* ان کو سمندر میں غرق کردو[۲۲]۔
* جس طرح بلی چوہے کو تڑپا تڑپا کر مارتی ہے اسی طرح ان کو مارو[۲۳]۔
* ان کی گردنیں کاٹ دو[۲۴]۔
* جائز اور ناجائز طریقے سے ہلاک کردو[۲۵]۔
* مخالفوں کا جوڑ جوڑ اور بند بند کاٹ دیا جائے[۲۶]۔

* ان کو پاؤں کے نیچے کچل دو اور ان پر رحم نہ کرو(۲۷)۔

* اے اندر دیوتا ہمارا دیا ہوا سوم رس تجھے خوش اور متوالا کرے تو ہمیں دھن دولت دے اور وید کے دشمنوں کو تباہ اور ہلاک کر(۲۸)۔

عورتوں کے متعلق احکامات : رگ وید میں ہے کہ :

۱) عورتوں کے ساتھ محبت نہیں ہو سکتی عورتوں کے دل فی الحقیقت بھیڑیوں کے بھٹ ہیں''(۲۹)۔

۲) اِندر (دیوتا) نے خود یہ کہا ہے کہ عورت کا دل استقلال سے خالی ہے اور عقل کی رو سے ایک نہایت ہلکی شے ہے(۳۰)۔

۳) عورت اور شودر دونوں کو نردھن (مال و دولت سے محروم) کیا گیا ہے(۳۱)۔

۴) لڑکی باپ کی جائیداد کی وارث نہیں(۳۲)۔

۵) بیوی کو خاوند کی جائیداد کی خرید و فروخت کا کوئی اختیار نہیں(۳۳)۔

۶) جن لڑکیوں کے بھائی نہ ہوں ان کی شادی نہیں ہو سکتی(۳۴)۔

۷) اگر کسی عورت کے دس خاوند ہیں مگر اس کے بعد برہمن اس کا ہاتھ پکڑے تو وہ برہمن کی ہو جاتی ہے برہمن ہی خاوند ہے۔ نہ کھتری، نہ ویش، تمام لوگوں میں اس امر کا اعلان کرتا ہوا سورج ہر روز چلتا ہے(۳۵)

نیوگ : ویدوں کی تعلیمات میں ایک حکم نیوگ کا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ایک عورت کا خاوند اس قابل نہیں کہ اولاد پیدا کر سکے تو وہ عورت خاوند کی مرضی سے کسی غیر مرد سے تعلقات پیدا کر سکتی ہے تاکہ اولاد ہو سکے۔ سوامی دیانند نے اس کا

تفصیلی ذکر رسوائے زمانہ کتاب ستھیارتھ پرکاش میں کیا ہے۔ اس کا موازنہ ہندوؤں کی مقدس کتاب ''منوسمرتی'' سے کیجئے۔ (دیکھئے :منوسمرتیVIII ، ص۳۵۲-۳۵۸) [۳۶]۔

ویدوں کی تعلیمات کے برعکس اسلام عورت کو معاشرے میں جائز مقام دیتا ہے اور اس کے بنیادی حقوق کا تعین کرتا ہے۔ اس کو ترکہ میں حصہ دلاتا ہے۔ بیوہ عورت پر ظلم نہیں ہونے دیتا۔ اس کی جلد شادی کا حکم دیتا ہے ان کو مردہ خاوند کے ساتھ جل مرنے کی تعلیم نہیں دیتا۔

برہمنیت کا ارتقاء : ویدوں کی تعلیمات کے حوالے سے مذہبی رسومات ادا کرنے، قربانیوں کی ادائیگیوں اور دیوتاؤں سے مدد حاصل کرنے کے لئے ہندو سماج میں مذہبی پیشواؤں کا ایک طبقہ پیدا ہوا جن کو برہمن کہا جاتا تھا۔ انہوں نے وقت کے ساتھ مذہبی بالادستی قائم کرلی اور معاشرے میں ایک بلند مقام حاصل کرلیا۔ پیشوائیت کے ادارے کے قیام کے لئے انہوں نے ویدوں کے ضمیموں پر مشتمل بہت سا مواد مرتب کیا اس کو برہمنا کہا جاتا ہے۔ ویدوں کی یہ تشریحات جو دراصل برہموں کی تعلیمات ہیں ہندومت کے عقائد کا حصہ قرار پائیں ان میں سب سے بلند درجہ ''سوراستوں والی برہمنا '' (Brahmana of the Hundred Path)ہے جس کو ساتا پاتھا برہمنا کہا جاتا ہے [۳۷]۔

آریاؤں کے گنگا جمنا میں آباد ہونے کے زمانے کو برہمنا دور کا آغاز مانا جاتا ہے جو بعض مؤرخین کے نزدیک ۸۰۰ ق م سے ۵۰۰ ق م کا درمیانی عرصہ ہے۔ ویدوں کی ان تشریحات نے برہموں کو غیر محدود اختیار عطا کردیئے۔ تمام مذہبی رسومات کی ادائیگی ان کے ہاتھوں میں چلی گئی۔ قدیم آریائی دیوتاؤں خصوصاً ورن، اندرا، اگنی اور سوریہ کا

وقار کم ہوگیا جادو منتر کا استعمال عام ہوگیا اور انسانی دیوتا یعنی برہمن معاشرے کے دیگر طبقوں، ویش، کھتری اور خاص طور پر شودروں کے ساتھ نہایت حقارت آمیز سلوک کرنے لگے۔ ویش کھیتی باڑی کرتے تھے۔ کھتری جنگ اور شودر حقیر کام کرتے تھے۔ یہ معاشرے کے سب سے پسے ہوئے لوگ تھے جن کے کوئی حقوق نہ تھے ان کو بعد میں اچھوت، ہری جن اور آج کل دلت کہا جاتا ہے۔ ہندو معاشرے میں اب بھی ان کی سماجی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ یہ برہمنیت تیسری صدی میں جدید برہمنیت کی صورت میں نمودار ہوئی۔ بدھ مت اور جین مت کے شدید دباؤ کے باوجود برہموں کا اثر قائم رہا(۳۸)

اسلام مذہبی پیشوائیت اور ذات پات کی کسی تقسیم کو قبول نہیں کرتا۔ ہر شخص تقوئ اور دیانت داری کی بناء پر معاشرے میں عزت کا مقام حاصل کرتا ہے۔ اسلام طبقاتی تقسیم کے برعکس معاشرتی وحدت پر زور دیتا ہے۔

رامائین اور مہابھارت: ہندومت میں دو رزمیہ نظمیں مہابھارت اور رامائین آریائی تہذیب و تمدن کی آئینہ دار ہیں۔ مؤرخین کا اس بات میں اختلاف ہے کہ ان میں سے کون سی کتاب قدیم ہے۔ اکثر کے نزدیک رامائین بعد میں تصنیف ہوئی مہابھارت اس سے تقریباً ایک سو سال قبل مرتب ہوئی۔

مہابھارت: مہابھارت ایک رزمیہ نظم ہے ہندو لٹریچر میں اس کا اہم مقام ہے۔ یہ ایک طویل تالیف ہے اس کے دو لاکھ پندرہ ہزار اشعار ہیں۔ اس کا مولف ایک نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے زمانے کا تعین کرنا مشکل ہے۔ زیادہ مؤرخین اس کا زمانہ ۵۰۰ سے ۵۰ ق م بتاتے ہیں(۳۹)۔ اس میں سب سے آخری اضافہ تیسری صدی عیسوی کے لگ بھگ ہوا۔

مہابھارت کی رزمیہ داستان کوروں اور پانڈوں کے درمیان ایک جنگ ہے جو ہستناپور (دہلی) کے قریب ہوئی۔ یہ بھارت اور پنچالہ قوموں کے درمیان ایک جنگ تھی کورو اور پانڈو دونوں ایک ہی چندر بنسی خاندان سے تھے، کورو سو بھائی تھے جن کا سربراہ دریودھن تھا یہ دھرت راشٹر کے بیٹے تھے۔ پانڈو کے پانچ بیٹے تھے یودھشٹر، بھیم، ارجن، نکل اور سہدیو۔ پانڈو ہستناپور کا راجہ تھا۔ پانڈو کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا یودھشٹر راجہ بنا جو نابینا تھا۔ چونکہ کوروں اور پانڈوں کے درمیان پرانی دشمنی تھی کوروں نے پانڈوں کو ملک سے نکال دیا۔ پانڈو بھارت کے مختلف علاقوں میں پھر کر وہاں کے راجوں سے مدد کی درخواست کرتے رہے ان میں سے ایک پانڈو نے پنچال کے راجہ کی بیٹی دروپدی کو سوئمبر کی ایک رسم میں جیتا اور اس سے شادی کرلی یہ تمام بھائیوں کی مشترک بیوی تھی۔

پانڈوں نے جلا وطنی سے واپس آکر ایک الگ شہر بسایا۔ کورو راجہ دردیودھن اس بات سے سخت ناراض تھا اس نے پانڈوں کو جوا کھیلنے کے لئے راضی کیا اور دھوکے سے جوئے میں سب کچھ جیت لیا حتیٰ کہ پانڈو دروپدی کو بھی ہار گئے۔ شہر پر کوروں نے قبضہ کر کے ان کو نکال دیا اور دروپدی کو ذلیل کر کے ان کے حوالے کر دیا۔

سب بھائی دروپدی کو لے کر جنگلوں میں گھومتے رہے آخر کار مختلف راجوں کی مدد سے دوبارہ کوروں پر حملہ کیا۔ اٹھارہ دن کی لڑائی میں تمام کورو شہزادے مارے گئے یودھشٹر نے دوبارہ تخت حاصل کر لیا۔

مہابھارت کو مذہبی لٹریچر میں نمایاں مقام ہے اس سے انصاف کی فتح اور ناانصافی کی شکست واضح کی جاتی ہے۔ کئی مقامات پر نصائح آمیز گفتگو ہے۔ کورو ایک بیوی کے کئی خاوند کا فلسفہ مانتے تھے ان کا دیوتا کرشن اور واسودیو تھے۔

رینو مہابھارت کا ان الفاظ میں تعارف کراتے ہیں :

Mahabharta, a text which, at least in its contents, is certainly prior to our era. It is a sort of balanced Iliad, War-like, work narratives are mingled with mythological scenes and normal discourses. in its text are treated all the deepest values of Hinduism on the ethical and juridical plane, the duties of the individual in himself and his relation to society.(۴۰)

مہابھارت کا متن جس کا مواد کم از کم ہمارے دور (پہلی صدی عیسوی) سے پہلے کا ہے۔ یہ ایک غیر متوازن رزمیہ نظم ہے، جنگی قسم کی داستان میں دیومالائی سین اور اخلاقی درس ملا دیئے گئے ہیں اس میں البتہ ہندومت کی گہری ترین قدریں موجود ہیں جن کی اخلاقی اور قانونی بنیاد ہے اس میں ایک فرد کے اپنی ذات اور معاشرے کے لئے فرائض کا ذکر ہے۔(۴۱)

رامائین : اس میں چوبیس ہزار اشعار ہیں جو سات حصوں میں منقسم ہیں اس کا مصنف بالمیک تھا۔ اس کے پہلے اور ساتویں حصے میں رام چندر جی کو وشنو کا اوتار مانا گیا ہے۔ دوسرے حصے سے لے کر چھٹے حصے تک راجہ رام چندر جی کو ایک نہایت بہادر اور جری انسان کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ رامائین کے متن میں مختلف ادوار میں اضافے

ہوتے رہے۔ اس کی موجودہ صورت دوسری صدی ق م میں تیار ہوئی[۴۲]۔ یہ مغربی بنگال اور بہار کی مذہبی روایات کی عکاسی کرتی ہے۔ اس کے دوسرے حصے میں جنوبی ہند میں برہمنیت کی توسیع و اشاعت کا ذکر ہے یہ کتاب قدیم سنسکرت میں ہے۔ اکبر کے دور میں تلسی داس نے اس کو ہندی میں ڈھالا۔

داستان کا خلاصہ : اجودھیا کے راجہ دسرتھ کی تین بیویاں تھیں کوشلیا، کیکئی اور سمرا۔ کوشلیا سے رام چندرجی پیدا ہوئے کیکئی سے بھرت اور سمرا سے لکشمن اور سترین پیدا ہوئے۔ رام چندرجی کی شادی راجہ جنک کی لڑکی سیتا سے ہوئی۔ رام چندر جی بہت بہادر، سمجھدار اور حکومت کے کام سے واقف تھے اس لئے راجہ دسترتھ نے انہیں اپنا ولی عہد بنالیا۔ رام چندرجی کی سوتیلی ماں کیکئی ان سے ناراض تھی اس نے سازش کر کے ان کو جلا وطن ہونے پر مجبور کر دیا اور اپنے بیٹے بھرت کے لئے ولی عہدی کا پروانہ حاصل کر لیا۔ رام چندر جی نے اپنے بھائی لکشمن اور اپنی بیوی سیتا کے ساتھ بن باس لے لیا اور جنگلوں میں نکل گئے۔ ایک مقام پر راون کی بہن سوپنکھا رام چندر پر عاشق ہوگئی۔ اس نے سیتا کو نیچا دکھانے کی کوشش کی لیکن ناکام ہوئی رام چندرجی اور لکشمن نے اس کے ناک اور کان کاٹ دیئے۔ اپنے غصے کی آگ بجھانے کے لئے اس نے چالیس ہزار راکھشوں کے ساتھ حملہ کیا لیکن شکست کھائی تب وہ اپنے بھائی سراندیپ (سری لنکا) کے راجہ راون کے پاس گئی۔ راون نے بھیک لینے کے بہانے آکر سیتا کو اٹھا لیا۔ رام چندرجی نے ہنومان کی مدد سے اسے آزاد کرایا اور راون کو شکست دی۔ راون پر فتح کو دسہرے کے تہوار کے طور پر منایا جاتا ہے۔

ہندوؤں کے نزدیک رام چندرجی نیکی اور شرافت کا نمونہ تھے اور راون برائی کی قوتوں کا مظہر ہے۔ آخرکار فتح سچائی کی ہوئی۔ لکشمن ایک وفادار بھائی اور سیتا ایک وفادار

بیوی ثابت ہوئی جو راون کی قید میں بھی پاکباز رہی۔

رامائین اور مہابھارت کی رزمیہ داستانوں سے ہندوؤں کی سیاسی اور معاشرتی زندگی معلوم کی جا سکتی ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ ہندو معاشرہ کئی سلطنتوں میں بٹا تھا ان میں ایودھیا مگدھ ہستنا پور، شامل تھے۔ ہر سلطنت ایک چکروتی راجہ کے تحت تھی۔ ذات پات کی تقسیم موجود تھی لڑکیاں سوئمبر کے ذریعے خاوند کا انتخاب کرتی تھیں برہموں کا زور کم ہوگیا تھا وہ راجوں کے دست نگر ہوگئے تھے۔

اُپنشد : ویدوں کے زمانہ کے بعد یعنی پانچویں یا چوتھی صدی ق م میں اُپنشد مرتب ہوئے۔ اس کے لفظی معنی درس اور تعلیم کے ہیں جو ہندو گرو اپنے طالب علموں کو دیتے تھے۔ وہ فلسفہ، حکمت اور نصیحت آمیز باتیں کرتے تھے۔ کہانیاں اور قصے بیان کرتے تھے یہ ۱۰۸ خطبات ہیں جو مختلف گروؤں کے بیان کردہ ہیں ان میں فلسفہ اخلاقیات اور مادہ اور روح پر بحث ہے۔ دو بڑے اپنشد ارن یاکا (Aranyaka) اور چنڈگیا (Chandagya) ہیں۔ سب سے بڑا گرو یاجناوالکیا (Yajnavalkya) شمار کیا جاتا ہے[۴۳]۔

تعلیمات : اپنشدوں میں جو مذہبی عقائد بیان کئے گئے ہیں ان کا مختصر ذکر کرتے ہیں۔

برہما یا خدا : برہما ہر شے پر محیط ہے۔اس کا جسم تمام اجسام کا مجموعہ ہے اس کا دماغ تمام دماغوں کا مجموعہ ہے۔ سب کے ہاتھوں سے وہ کام کرتا ہے۔ سب کے پیروں سے چلتا ہے سب کی آنکھوں سے دیکھتا ہے سب کے کانوں سے سنتا ہے۔

تخلیق کائنات : اپنشدوں میں بیان کیا گیا خالق کسی خارجی مادے سے دنیا کو پیدا نہیں کرتا بلکہ خود اپنے اندر سے پیدا کرتا ہے جس طرح مکڑی جالا بُنتی ہے،

پودے زمین سے اگتے ہیں اس طرح یہ سب کچھ جو یہاں ہے اس غیر فانی سے نکلا ہے (۴۴)۔

روح : ایک جگہ اتمان (انفرادی روح) اور براہمان (آفاقی روح) کا تعلق بیان کیا گیا ہے :

> ''جیسے چھوٹی چھوٹی چنگاریاں آگ سے اڑتی ہیں اسی طرح اتمان سے تمام عالمین، دیوتا، ارواح حیوانی اور کل زندہ مخلوق برآمد ہوئی''(۴۵)

ادراک حقیقت : محدود ذہن لامحدود حقیقت کو نہیں پاسکتا۔ حقیقت آتما روح سے ملتی ہے اس کے لئے برت (روزہ) رکھنے، گیان دھیان (مراقبہ) کرنے، پانی پر گزارہ کرنے، خاموشی اختیار کرنے جیسے اعمال سے انفرادی روح براہمان کاادراک کر سکتی ہے۔

تناسخ یا آواگون : براہمہ تمام کائنات کی روح تو ہے لیکن نہ وہ کسی کو نجات دیتی ہے نہ سزا۔ انسان دنیا میں اپنے پاپوں (گناہوں) کی وجہ سے باربار جنم لیتا ہے۔ اگر گناہگار ہے تو اس کی روح جانوروں کتے، سور، بلی وغیرہ میں چلی جاتی ہے۔ تناسخ یا آواگون کا چکر جاری ہے اس کو توڑ کر مکتی (نجات) مل سکتی ہے۔

اسلام انسان کی نجات کا قائل ہے۔ انسانی روح جتنی ترقی چاہے کرے وہ بشریت کی حدیں توڑ کر خدا میں حلول نہیں کر سکتی بلکہ خدا بندے کو کہتا ہے اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی سو میرے بندوں میں داخل ہوجا اور میری جنت میں آجا (سورہ الفجر، ۸۹ : ۲۷)۔

روح اور مادہ : آتما (روح) اور برہما ایک ہی ہیں ایسے ہی روح اور مادہ ایک ہیں۔

اُپنشدوں کے فلسفے کے برعکس جو ہندو رشیوں کے بیان کئے گئے تجربات، واقعات اور نظریات پر مشتمل ہے۔ اسلام میں خدا کا ایک الگ وجود ہے وہ قادرِ مطلق ہے۔ یوم جزا کا مالک ہے انسانی روح خواہ کتنی عبادت اور ریاضت کرے وہ خدا میں حلول نہیں کر سکتی۔ آواگون یا روح کا دوسرے قالب میں داخل ہونا غلط ہے اور مادہ اور روح الگ الگ ہیں۔

پُران : پُران کے معنی قدیم کے ہیں۔ پُران نظم میں مرتب کئے گئے ہیں۔ ان میں تخلیق کائنات، دیوتاؤں کے شجرے، انسان کی دور قدیم کی تاریخ اور کئی دنیاوی اور مذہبی مباحث شامل ہیں ان کا زمانہ پہلی صدی عیسوی سے ۱۰ ویں صدی عیسوی تک محیط ہے۔اٹھارہ بڑے پران ہیں اور کئی چھوٹے پران ہیں۔ ان میں آٹھ لاکھ سے زیادہ اشعار ہیں۔ پرانوں میں متفرق موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔ یہ فرقہ وارانہ دیومالائی کہانیوں سے لے کر نصائح آمیز باتوں کا مرقع ہیں[۴۶]۔

تعلیمات : بڑی بڑی تعلیمات مندرجہ ذیل ہیں۔

چار یگ : دنیا کے کئی دور ہیں۔ ہر دور ایک ہزار مہایگ کا ہے۔ اور ہر ایک مہایگ ۴ ارب ۳۲ کروڑ سال پر مشتمل ہے۔ دنیا میں ایسے کئی دور گزر چکے ہیں۔ دنیا ختم نہیں ہوگی یہ دور چلتے رہیں گے۔ ہر ایک مہایگ (بڑا عہد) چار یگوں میں منقسم ہے پہلے تین یگ گزر چکے ہیں موجودہ زمانہ کل یگ جاری ہے۔ چار یگوں کی تقسیم اس طرح کی گئی ہے :

۱- کریتہ یگ۔ عرصہ ۱۷,۲۸,۰۰۰ سال، رنگ سفید، امن شانتی خوشحالی کا دور۔

۲- تریتہ یگ۔ عرصہ ۱۲,۹۶,۰۰۰ سال، رنگ سرخ، بدامنی اور برائی کا آغاز۔

۳- دواپر یگ۔ عرصہ ۸۶۴۰۰۰ سال، رنگ پیلا، زیادہ بدامنی، برائی اور خرابی۔

۴- کل یگ۔ عرصہ ۴۳۲۰۰ سال، رنگ سیاہ، موجودہ عہد برائی خرابی اور بدامنی کا دور۔

منو کا دھرم شاستر: منو کا دھرم شاستر یا منوسمرتی ہندو قوانین کا مجموعہ ہے۔ منو کوشل خاندان کا راجہ تھا اس نے ہندوؤں کے لئے ۸۸۰ق م میں قانون وضع کیا منو کے شاستر میں معاشرے کو چار طبقوں میں تقسیم کیا گیا ہے: برہمن (مذہبی پروہت)، ویش (کھیتی باڑی کرنے والے)، کھتری (لوگوں کی حفاظت کرنے والے)، شودر (نیچ طبقے)۔ اس قانون میں ذات پات پر بہت زور دیا گیا ہے۔ نچلے طبقوں کے علاوہ اس نے آٹھ قسم کے لوگوں کو غلام قرار دیا جن کا معاشرے میں کوئی مقام نہ تھا۔

انسانی زندگی: منو نے انسانی زندگی کو چار حصوں میں تقسیم کیا اور سو سال عمر رکھی ہے۔

(الف) برہم چاریہ آشرم: پہلے ۲۵ سال گھریلو زندگی۔

(ب) گرہست آشرم: پچیس سال خانہ داری۔

(ج) بان پرستھ آشرم: ۲۵ سال جنگلوں میں تپسیا (عبادت)۔

(د) سنیاس آشرم: ۲۵ سال دنیا چھوڑ کر، پرچار اور گیان ودھیان۔

غلامی: منو غلامی کا خصوصی ذکر کرتا ہے۔ آٹھ قسم کے لوگوں کو غلام مانا گیا ہے:

۱- لڑائی میں قیدی بنایا گیا۔ ۲- کھانے پینے کے عوض ملازم۔

۳- کسی جرم کے بدلہ میں رہنے والا اطاعت گزار۔

۴- گھر کی داسی (نوکرانی) کی اولاد۔

۵- پیسے دے کر خریدا ہوا۔ ۶- مفت ملا ہوا۔

۷- بزرگوں سے وراثت میں ملا ہوا۔ ۸- بھگت۔

منو غلامی کے ادارے کو تسلیم کرتا ہے لیکن اسلام لوگوں کو غلامی سے آزادی دیتا ہے اور غلامی کے ادارے کو بتدریج ختم کرتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے "سو وہ اونچی گھاٹی پر چڑھنے کی ہمت نہیں کرتا اور آپ کو کیا خبر ہے کہ اونچی گھاٹی کیا ہے کسی گردن کا آزاد کرنا"۔ (البلد- ۹- ۱۱ تا ۱۳)۔

وراثت : (ا) ماں باپ کی تمام دولت بڑے بیٹے کا حق ہے ۔ چھوٹا اور درمیانہ بھائی اس سے پیسے لے کر گزارہ کریں جسطرح والدین سے پرورش پاتے تھے۔

(ب) باپ اور بھائی کا دولت میں حصہ نہیں۔ بیٹے ہی کا حق ہے اگر بیٹا نہ ہو تو باپ اور بھائی حصہ لے سکتے ہیں۔ (۹ : ۱۸۳)۔

(ج) اگر بیٹا لاولد مر گیا تو اس کی ماں دولت حاصل کرے۔ ۹ : ۲۱۵۔

قرآن حکیم میں وراثت کے واضح احکامات ہیں اور ہر فرد کا حصہ مقرر کیا گیا ہے

جرم و سزا: زبان، پیٹ، شرمگاہ، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں، دونوں کان، دونوں آنکھیں، ناک گلا، جسم کے دیگر اعضاء۔ سزا کے مقامات ہیں سزا دیتے وقت ان مقامات پر ضرب لگائی جائے۔

قرآن چوری، زنا، تہمت وغیرہ کی الگ سزائیں مقرر کرتا ہے۔

قتل کی سزا: (الف) برہمن قتل کی سزا سے مستثنیٰ ہے۔ اس کے بال کاٹ دیئے جائیں یا اسے ملک سے باہر نکال دیا جائے۔

(ب) برہمن کا قتل عظیم پاپ ہے۔ اس سے مذہبی تعلیم کو نقصان پہنچتا ہے راجہ برہمن کے قتل کا خیال بھی نہ کرے۔ (۸ :۸۱)۔

قرآن بلا امتیاز قتل کی سزا قتل یا دیت مقرر کرتا ہے۔

زنا کی سزا:(ا) ایک عورت ہم قوم سے جماع کرے تو اس کی سزا اعضاء کاٹنا نہیں۔ (۸: ۲۶۴)

(ب) برہمن کھتری اور ویش کی عورت، شوہر کی حفاظت میں ہو یا نہ ہو اور شودر اس سے زنا کرے تو اس کا عضو خاص کاٹ دیا جائے، اس کا مال اسباب لوٹ لیا جائے اور اسے قتل کرنا چاہیئے۔ اگر عورت غیر محفوظ ہو تو دونوں سزائیں دی جائیں۔ (۸ : ۳۷۴)۔

(ج) ویش اور کھتری برہمن عورت سے جماع کرے تو اس کی سزا ایک سال قید اور جرمانہ ہے۔ اس کے بعد اس کا مال چھین لیا جائے کشتری کو جرمانے کے علاوہ اس کے بال گدھے کے پیشاب سے مونڈے جائیں(۸ : ۳۷۵)۔

اسلام ہر زانی مرد اور عورت کی سزا مقرر کرتا ہے۔ ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائیں اور ان پر مہربانی نہ کی جائے یہ سزا عام ہے۔

چوری کی سزا: چور کو پہلے تنبیہ کی جائے۔ دوسری بار لعنت ملامت کی جائے۔ تیسری بار جرمانہ۔ چوتھی بار قید اور آخر میں جسم کے اعضاء کاٹ دیئے جائیں(۸ :۱۲۹)۔

قرآن چور مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا ہے۔

شہادت: (الف) جہاں سچ بولنے سے کوئی قتل ہوتا ہو وہاں جھوٹ بولنا سچ سے بہتر ہے (۷ :۱۰۴)۔

(ب) عورتوں کی گواہ عورتیں، برہمن کھتری ویش کی گواہ عورتیں، شودروں کی شودر عورتیں اور چنڈالوں کی چنڈال عورتیں (۶ :۸۴)۔

قرآن ہر مسلمان کو سچی گواہی دینے کا حکم دیتا ہے اور اس کو چھپانے سے منع

کرتا ہے۔

ہندومت کی اصلاحی تحریکیں:

ہندومت کی ترقی کے زمانے میں دو ایسی تحریکیں ابھریں جنہوں نے ہندو فلسفہ اور عقیدے پر گہرا اثر ڈالا ان کی عام فہم اور سادہ تعلیمات کا بڑا اثر ہوا۔ کئی ہندو بدھ مت اور جین مت کو قبول کرنے لگے۔ ان دو اصلاحی تحریکوں کے اثرات کا مختصر جائزہ لیا جاتا ہے۔

مہاتما بدھ کپل وستو ہیں ۶۲۳ ق م میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے گیان دھیان کے بعد عرفان حاصل کرلیا۔ ان پر یہ بات روشن ہوئی کہ خلق خدا سے ہمدردی اور نیکی کی زندگی بسر کرنا ضروری ہے۔ آپ کی وفات ۵۴۳ ق م میں گورکھپور (ہندوستان) میں ہوئی۔ آپ کی تعلیمات عام فہم، سادہ اور بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے تھیں۔ ذات پات کی نفی کی گئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ دیوی دیوتاؤں کی پرستش اور رسومات سے نجات نہیں ملتی ان کا کہنا تھا کہ وید مستند نہیں خدا کی ہستی کے بارے میں مہاتما بدھ خاموش رہے۔ مسئلہ تناسخ یا آواگون کو تسلیم کیا۔

بدھ مت بڑی تیزی سے اٹھا لیکن جلد ہی انتشار کا شکار ہوگا۔ ایک تو یہ مت دو فرقوں مہایان اور ہنایان میں بٹ گیا دوسرے سوامی شنکر اچاریہ اور کمار بھٹ نے اس پر ضرب کاری لگائی اور اسے ہندوستان سے باہر نکال دیا۔

دوسری اہم تحریک جین مت تھی مہاویر جین ۵۹۹ ق م میں بہار میں پیدا ہوئے اور ۵۲۷ ق م میں وفات پائی۔ ان کی تعلیمات اور بدھ کی تعلیمات میں کافی مشابہت ہے دونوں ویدوں کو مستند نہیں مانتے نیک اعمال کو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں

آواگون پر یقین رکھتے ہیں جینی خدا کی ہستی کے منکر ہیں۔

پہلی صدی عیسوی میں گندھارا آرٹ کا عروج ہوا اور مہاتما بدھ کے کئی بت بنائے گئے جن میں ان کے نروان (نجات) کی داستان بیان کی گئی تھی۔ کنشک کے عہد (۱۶۲ء) میں مجسمہ سازی کا فن بہت ترقی کر گیا، بنارس، آندھرا اور ہندوستان کے دیگر علاقوں میں مہاتما بدھ کے بت بننے لگے ان کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے ہندوؤں نے ویدوں کے دیوتاؤں کے بت بنائے اور ان کے خوبصورت مندر بنا کر ان میں ان کو خوب سجایا اور ان کی سیوا کی۔

<u>اہنسا:</u> بدھ مت اور جین مت میں کسی جاندار کو دکھ دینے سے منع کیا گیا ہے۔ اس کو اہنسا کہا جاتا ہے۔ ہندوؤں نے بھی اس اصول کو اپنا کر رفتہ رفتہ قربانیاں ختم کر دیں اور گوشت خوری سے پرہیز کرنے لگے۔

<u>تری مورتی:</u> بدھ مت اور جین مت کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے باعث ہندوؤں نے اپنے دھرم میں تین بڑے دیوتا مقرر کئے یعنی براہمہ، شیو اور وشنو ان کو تری مورتی یا تین بت کہتے ہیں:

☆ براہما: یہ سب سے عظیم دیوتا ہے۔ یہ ایک روح مطلق ہے جو قائم بالذات ہے۔ ہر ہندو اس میں اپنی روح گم کرنا چاہتا ہے۔ برہما کے چار سر اور چار ہاتھ ہیں ایک ہاتھ میں چمچہ، ایک میں قربانی کا سامان، ایک میں مالا اور چوتھے میں وید ہوتا ہے اس کی سواری نہیں ہے یہ میرو پربت پر اپنی بیوی سرسوتی کے ساتھ رہتا ہے جو فنون لطیفہ کی دیوی ہے اور مور پر سوار ہے۔

☆ وشنو : وید کا دیوتا وشنو۔ اشیا کی حفاظت اور بقا کا ذمہ دار ہے، رحم کرتا ہے۔ عبادتوں، منتوں دعاؤں کے ذریعے اس عالم میں مادی نزول کرتا ہے۔ وشنو کی روح انسانوں میں ہی نہیں جانوروں میں بھی حلول کر جاتی ہے۔

☆ شیو : تباہی و بربادی کا دیوتا ہے۔ اس کو شیوجی مہاراج کہتے ہیں۔

وشنو کے اوتار : ہندومت میں اوتار کا رِگ وید میں ذکر ہے وشنو سب سے بڑا اوتار ہے۔ اس نے دنیا میں آنے کے لئے دس روپ دھارے۔ یہ وشنو کے دس اوتار ہیں ان میں سے نو رُوپوں میں اس نے دنیا پر نو کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ ان اوتاروں کے ناموں اور کارناموں کا ذکر کیا جاتا ہے :

۱- **مچھ اوتار :** مچھلی کی شکل میں آیا پانی میں اترا سنکھا سرپت دیو کو مارا اور اس کے پیٹ سے چار وید لا کر برہما کو دیئے جو وہ چرا کر نگل گیا تھا۔

بعض آدمی اس کہانی سے عجیب استدلال کرتے ہیں وہ مچھلی کی دنیا میں آمد اور پانی میں بہنے کو طوفان نوح قرار دیتے ہیں اور منو کو حضرت نوح قرار دیتے ہیں۔ اس طرح وشنو کے مچھ اوتار کے قصے کو طوفان نوح سے تشبیہ دیتے ہیں جو قابل قبول نہیں۔

۲- **کچھ اوتار :** کچھوے کی صورت میں آیا، مندرا چل پہاڑ کے نیچے پیٹھ رکھی تب دیوتاؤں نے سمند سے چودہ رتن نکالے۔

۳- **باراہ اوتار :** مینڈک کی شکل میں آیا۔ پاتال میں جا کر دیت دیو کو مارا زمین کو اس کے ہاتھ سے چھڑایا۔

۴- **نرسنگھ اوتار :** شیر نما آدمی کے روپ میں آیا، برن سک دیو کو مارا۔ راجہ

پرلاد اور اس کے پانچ کروڑ ہندوں کو بچایا۔

۵- **باون اوتار :** کیا دیوتاؤں کے کہنے پر باون انگلی کے برابر جسم اختیار کر کے راجہ بل کو چھل (مکر) دے کر سلطنت سے خارج کیا۔

۶- **پرشو رام اوتار :** پرشو رام کی شکل میں آیا اور کھتریوں کو مارا انہوں نے ایک برہمن کو مارا تھا۔

۷- **رام چندر اوتار :** رام چندر کی صورت میں دنیا میں آیا دس سر والے راون کو ہلاک کیا سیتا کو بچایا اور لنکا کو جلایا۔

۸- **کرشن اوتار :** کرشن جی کی صورت میں ایک شخص کھنس کے قتل کے واسطے کنہیا کے بطن سے جنم لیا جو کھنس کی چچیری بہن تھی کنہس کو قتل کیا۔

۹- **بدھ اوتار :** مہاتما بدھ کی صورت میں آیا کوروں کو قتل کیا اور پانچ پانڈوں کو بچایا۔

۱۰- **کالکی اوتار :** یہ اوتار ۴ لاکھ ۲۵ ہزار سال کے اندر پیدا ہوگا۔

وشنو کے پجاریوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے وشنو نے نو روپ دھارے۔ جب دنیا کی حالت بگڑ جاتی ہے تو وشنو حیوان یا انسان کی صورت میں زمین پر آتا ہے اور اس کی اصلاح کرتا ہے۔ وشنو پرستی ۲۰۰ء میں کمزور پڑنے لگی اس کی جگہ ویدانت کے فلسفے نے لے لی لیکن شہر سری نگر کے پروہت رمانوج نے وشنومت کا احیا کیا۔ وشنو کے بت کے چار ہاتھ ہوتے ہیں جن میں سنکھ، گرز، چکر اور پدم (کنول) ہوتے ہیں۔ وشنو کی سواری گرنڑ ہے جو انسان نما پرندہ ہے اس کی بیوی لکشمی دولت کی دیوی ہے۔

وشنومت کے اثرات : وشنومت کے ماننے والوں نے ذات پات کی تمیز کے خلاف آواز اٹھائی اور اس کا ہندو معاشرے پر اچھا اثر پڑا۔

۲- مذہب کی تبلیغ کے لئے قدیم سنسکرت کی جگہ مقامی زبان اختیار کی اس سے برہموں کی اجارہ داری پر ضرب کاری لگی۔

۳- فرقہ کی بنیاد پریم (محبت) اور باہمی اتحاد پر رکھی۔

شیو دیوتا کا روپ: تباہی و بربادی کا دیوتا شیو ہے جس کی ایک تیسری آنکھ ہے جو ماتھے میں ہے۔ اس کو تین آنکھوں والا تری لوچن کہتے ہیں جب وہ آنکھ کھولتا ہے تو آتش فشاں کی طرح آگ نکلتی ہے ہر چیز جل جاتی ہے کام (عشق) کا دیوتا اس کی نگاہ سے جل گیا۔ یہ اگنی دیوتا سے ملتا جلتا ہے۔

شیو جی کے پجاریوں کی علامت ایک لنگم (انسانی اعضائے تناسل) ہے۔ ویدوں میں بھی لنگ کی پوجا کا ذکر ہے لیکن یہ غیر آریائی عقیدہ ہے[۴۷]۔ اس نشان کو ہر شیو مندر میں رکھا جاتا تھا۔ پجاری لنگ کی پوجا کرتے اس کو چومتے چاٹتے اور منتیں مانگتے ہیں۔ لنگ پوجا کے ساتھ ساتھ سکتی یا یونی پوجا کا رواج بھی چل پڑا۔ عورت کے اندام نہانی کی پوجا متبرک سمجھی جاتی ہے ان اعضا کی پوجاپاٹ کے استھان (جگہیں) ہیں جو مندروں میں مخصوص مقامات پر بنے ہوئے ہیں۔ بعض مندروں میں ان اعضاء کے سنگ تراشی کے نمونے اور دیوی دیوتاؤں کے جنسی تعلقات اور شہوت رانی کی عکاسی ملتی ہے۔ بھارت کے علاقے مدھیا پردیش میں بھوپال سے تین سو کلومیٹر کے فاصلے پر کھجوراہو مندر میں جنسی اختلاط کے بہت سے مجسمے موجود ہیں۔ شیولنگ کی پوجا کی طرح مہادیو کے لنگ کی پوجا بھی کی جاتی ہے۔ جنوبی ہند کے اکثر ہندو لنگ کی پوجا کرتے ہیں۔

شیو جی کی بیوی کا نام کالی دیوی ہے۔ اس کو کالی ماتا، پربتی، اوما دیوی، درگا ماتا وغیرہ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ کالی دیوی ایک دن تمام جہان کو فنا کر دے گی اس کی نہایت ڈراونی شکل بنائی جاتی ہے نہایت کالا منہ جو کھلا ہوا

ہوتا ہے کھانے کے لئے انسان، سرخ زبان باہر نکلی ہوئی، گلے میں سانپوں اور آدمیوں کی کھوپڑیوں کے ہار پڑے ہوتے ہیں چہرے اور چھاتیوں پر خون کے دھبے، پاؤں تلے کئی لاشیں اور اس کے کئی ہاتھ ہیں بعض مندروں میں اس کی مورت کو شیر پر سوار بتایا جاتا ہے۔

شیو کا ایک بیٹا کارشیے ہے جو دیوتاؤں کی افواج کا سربراہ ہے دوسرا گنیش ہے جو ہاتھی نما انسان ہے اس کی بیوی لکشمی ہے۔

ہندوؤں کے اور کئی دیوتا اور فرقے ہیں ذاتی، مقامی اور علاقائی دیوتا پورے ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ کل دیوی دیوتاؤں کی تعداد ۳۳ کروڑ ہے۔ ان دیوتاؤں کے علاوہ گائے کو مقدس مانا جاتا ہے۔ ویدوں نے اس کو عظمت دی۔ رگ وید میں ہے کہ زمین اور آسمان کو بیل نے اٹھا رکھا ہے[۴۸]۔ ہندو گائے کے پیشاب کو پی کر اپنے آپ کو پوتر (پاک) کرتے ہیں اس کے پیشاب اور گوبر سے کھانے کی جگہ پر چوکا دیتے ہیں یعنی مٹی کا لیپ کرتے ہیں۔ ہندوستان میں گائے کے ذبح کے مسئلہ پر کئی ہندو مسلم فسادات ہوئے اور ہندوؤں نے گئو رکھشا سوسائٹیاں بنائیں۔

__بھگوت گیتا:__ سری کرشن جی مہاراج کی کتاب بھگوت گیتا کہلاتی ہے جس کا زمانہ تیسری صدی ق م ہے۔ آپ کے زمانے میں ویدک دھرم ختم ہوچکا تھا اور ظلم و ناانصافی کا دور دورہ تھا کرشن جی متھرا میں پیدا ہوئے جسودھا سے شادی کی اور متھرا کے راجہ کنس سے بچنے کے لئے ان کے والد نے ان کو اپنے دوست نند جی کے پاس گوکل روانہ کر دیا۔ نند جی گوالے تھے۔ آپ کی اچھی تربیت ہوئی اور جلد ہی عوام میں اپنی عمدہ باتوں کے باعث مشہور ہوگئے۔ راجہ کنس نے ان کو قتل کرنے کے لئے گوکل سے واپس بلا لیا لیکن اپنے ارادوں میں ناکام رہا۔ آپ ظلم و ناانصافی کے خلاف لڑتے رہے کوروں

اور پانڈوں کی لڑائی میں مظلوم پانڈوں کا ساتھ دیا آپ کو ایک فلسفی اور مفکر سمجھا جاتا ہے بھگوت گیتا ان کے فلسفہ کی عکاسی کرتی ہے۔

بھگوت گیتا کتاب مہابھارت کا ایک حصہ ہے۔ اس میں ۷۰۰ اشلوک ہیں جو کرشن اور ارجن کے درمیان مکالمہ و گفتگو کی شکل میں ہیں۔ بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ گیتا آپ کی طرف منسوب ہے یہ کوئی تصنیف نہیں بلکہ اپنشدوں سے اخذ شدہ مواد ہے۔ تاریخی حقیقت کچھ بھی ہو بھگوت گیتا شری کرشن جی سے منسوب ہے۔ رینو لکھتے ہیں :

"Hinduism can be concieved as faithful to its scriptures (for almost every one the Bhagvadgita remains the Book Par excellence), while at the same time it is the very type of universalizing belief."[۴۹]

ہندومت کو اپنی مذہبی کتابوں سے وفادار سمجھنا چاہیئے (ہر ہندو کے لئے بھگوت گیتا عمدہ ترین کتاب ہے) اور ساتھ ہی ساتھ یہ عقیدہ کو آفاقی رنگ دیتی ہے (ترجمہ)۔

بھگوت گیتا کی تعلیم : گیتا میں انسان کو دکھ و مصیبت سے نجات حاصل کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ یہ اس صورت میں ممکن ہے جب انسان لالچ طمع اور مایا سے دور ہو اس کے لئے اس کو : (۱) گیان ودھیان کرنا چاہیئے۔ (۲) جوگ (جوگی بن کر جنگلوں میں جانا) لینا چاہیئے۔ (۳) صبر و استقلال کا دامن پکڑنا چاہیئے۔ (۴) اپنے فرائض کسی غرض اور خواہش کے بغیر ادا کرنے چاہئیں۔

گیتا میں نفسانی خواہشات سے پرہیز کرنے اور نجات کی فکر کا درس دیا گیا ہے۔ ذات پات کی مخالفت کی گئی ہے۔

خدا کا تصور : گیتا میں خدا کی پرستش کا ذکر ہے جو ازلی ابدی ہے وہ سب میں موجود ہے اور سب سے الگ بھی ہے۔ سب کے دلوں میں ہے لیکن خیال سے ماوراء ہے۔ انسانی ذہن اس کا احاطہ نہیں کر سکتا ہے نہ زبان بیان کرنے کی اہل ہے۔ خدا مادے میں تخم رکھتا ہے جس سے تکوین شروع ہوتی ہے اس لئے وہ تمام مخلوقات کا باپ ہے۔ جب کہ مادے کا مقابلہ ماں کے رحم سے کیا جا سکتا ہے۔ (۴،۳-۴۱)

تخلیق کائنات : دنیا بار بار پیدا ہوتی اور تباہ ہوتی ہے پھر بن جاتی ہے۔ کئی دنیائیں پیدا ہوئیں اور مٹ گئیں۔

روح اور مادہ : روح اور مادہ ابدی ہیں لیکن مادہ آزاد نہیں روح کا مطیع ہے۔ روح غیر متغیر ہے مادہ تغیر پذیر ہے۔

عمل : انسان کو نتیجہ سے بے نیاز ہو کر اچھے عمل جاری رکھنے چاہئیں۔

مہاتما گاندھی نے گیتا کی تعلیمات کو روحانی تسلی اور تسکین کا ایک بڑا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اس کتاب پر ایک نہایت عمدہ تحقیقی اور تجزیاتی تعارف ڈاکٹر راودھا کشن نے لکھا ہے جو قابل مطالعہ ہے[۵۰]۔

محمد بن قاسم کے سندھ پر حملے (۷۱۲ء) کے وقت ہندوستان مختلف علاقائی راجوں کے زیر تسلط تھا۔ ہندوؤں کے مذہبی معتقدات کو اسلام کی خالص توحید اور سادہ تعلیمات نے بہت متاثر کیا۔ عربوں نے سندھ پر حکومت کے دوران لوگوں کے رسوم و رواج اور عادات پر گہرے نقوش چھوڑے۔ ہندو مسلم تہذیبی اختلاط کا پہلا نتیجہ یہ تھا کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کو خدا کی وحدانیت کا تصور دیا کیونکہ یہ اسلام ہی ہے جو خدائے واحد پر کامل یقین پیدا کرتا ہے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ ہندو بتوں کی پوجا کے باوجود خدائے واحد کو مانتے ہیں۔ بعض ہندو فرقے واحد خدا کی ذات کا پرچار کرتے رہے اور

اس کو ویدوں کی تعلیم کا خلاصہ بتاتے تھے۔ آریہ سماجی لیڈر سوامی دیانند نے بتوں کی پوجا اور ذات پات کی سخت مخالفت کی۔ بھگتی تحریک بھی اسی اثر کا نتیجہ ہے رامانج جو مدراس کا شیوجی کا ایک پجاری تھا اس نے ۱۰۱۶ء میں خدا کا تصور اجاگر کیا جو یکتا اور قادر مطلق ہے وہ روح اور مادہ کا پیدا کرنے والا۔ ڈاکٹر تارا چند اپنے مشہور مقالے 'ہندو تمدن پر اسلام کے اثرات' میں لکھتے ہیں کہ وشنو سوامی نمبارک اور مادھو جو دونوں رامانج کے خاص چیلے تھے انہوں نے خدا اور انسان کی نوعیت پر جو مابعد الطبعی بحثیں کی ہیں ان کو پڑھ کر نظام، اشعری، اور غزالی کے مذاکرات ومباحث یاد آتے ہیں(۵۱)۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی

۱- ہندو ستان کے مشہور فلسفی ڈاکٹر ایس رادھا کرشن نے ویدں اور دیگر مذہبی کتب میں موجود معتقدات، نظریات اور تصورات، اور ان کا پس منظر ہندو ازم کے نام سے ایک مقالہ میں کہا ہے۔ ملاحظ ہو G.T. Garratt, The Legacy of India, Oxford, 1962, PP.256-286.

قدیم ہندومت میں خدائے واحد کا کوئی تصور نہیں، یہ بھی کوئی ذکر نہیں کہ قدیم رشی صاحبِ وحی والہام تھے۔ "انسائیکلوپیڈیا آف ریلجنز اینڈ ایتھکس" کا مقالہ نگار ویدوں میں دیوی دیوتاؤں کو "ویدانک پینتھی ازم" (Vedanic Pantheism) قرار دیتا ہے۔ (مقالہ ہندو ازم، ص ۶۹۱)۔ وید کے بعد کے زمانے میں اُپنشد مرتب ہوئے۔ ڈاکٹر رادھا کرشن جو بنارس یونیورسٹی میں پروفیسر تھے اور ہندوستان کے صدر رہے اور ہندو فلسفہ پر سند کا درجہ رکھتے

ہیں، لکھتے ہیں کہ :

"So numerous are suggestions for truth, so various are their guesses to God that almost anybody may seek in them what he wants and finds what he seeks."

(Pundit Radhaw Krishnan, Philosophy of Upnishads, P.16)

(سچائی کے متعلق ان کے قیاسات اس قدر گوناگوں اور خدا کے متعلق ان کے اندازے اس قدر مختلف ہیں کہ ہر شخص ان میں جو چاہتا ہے پا لیتا ہے اور جو تلاش کرتا ہے مل جاتا ہے۔)

۲- خواجہ حسن نظامی۔ ہندوستان کے دو پیغمبر۔ رام اور کرشنا سلام اللہ علیہم۔ ماخوذ مجتبیٰ فتح اللہ۔ ہندو مسلم کلچرل ریلشنز۔ نیو دہلی۔

۳- ڈاکٹر لیبان، تمدن ہند، ص ۱۴۴۔

۴- Pandit Jawahar Lal Nehru, The Discovery of India, Delhi, 1974, P.77.

۵- سنسکرت کے فاضل پروفیسر ڈاکٹر لوئیس رینو (Louis Renou) جو سوربون یونیورسٹی (Sorbonne University) پیرس میں کئی سال پروفیسر رہے اور ہندومت اور اس کے فلسفہ کے مختلف پہلوؤں پر چالیس کتابوں کے مصنف ہیں، لکھتے ہیں :

Unbeknown in ancient periods that cult of idol gained momentum with the development of memumental

inconography.(Dr. Louis Renou, Hinduism, P.30)

(قدیم زمانے میں دیوتاؤں کے بت بنا کر پوجا کا علم نہ تھا۔ بعد کے زمانے میں دیوتاؤں کی بت سازی زور پکڑ گئی۔)

۶- Guru Parsad Sen, Introduction to the study of Hinduism P.9.

۷- Lyall, Religious Systems of the World, P.114.

۸- یہ ایک عمومی تقسیم ہے۔ بعض ہندو فرقے جیسے آریہ سماج، دیو سماج، سناتن دھرم، بعض کتب کو یا تو سرے سے مانتے ہی نہیں یا انہیں بہت کم درجہ دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں (سوامی دیانند کی تالیف ستھیارتھ پرکاش- باب وید)۔ نیز ملاحظہ فرمائیں (لالہ لاجپت رائے "آریہ سماج کی تاریخ، مرتبہ سری رام شرما" مترجم کشور سلطان، ترقی اردو بورڈ، نئی دلی، ۱۹۷۷ء، ص ۴۸)۔

۹- "MAN ADDRESSED PRAYERS TO THE GODS, ASKED OF THEM MATERIAL GOODS AND A LONG LIFE. HE KNEW, HOWEVER, THAT IN AND ABOVE THE GODS THERE WERE ABSTRACT FORCES WHICH WERE ACTIVE. NOTABLE AMONG THESE WAS RTA, THE FORCE OF ORDER WHICH CORRELATED THE COSMIC AND THE HUMAN." (Renou, Hinduism P.22)

(ترجمہ: ایک شخص دیوتاؤں کے آگے دعا کرتا ہے ان سے مادی اشیاء مانگتا ہے اور ایک لمبی عمر طلب کرتا ہے، تاہم وہ جانتا ہے کہ ان دیوتاؤں میں اور ان

سے بلند مجرد قوتیں ہیں جو متحرک ہیں۔ ان میں خاص طور پر "رتا" ہے جو نظم کی قوت ہے اور جو انسانی اور کائناتی رابطہ ہے)۔

۱۰- بھائی پرمانند، ہندو سنگٹھن، لاہور ۱۹۲۷ء؛ ص ۸

۱۱- Pandit J.L. Nehru, Discovery of India, P.78.، دیکھئے مقالہ از ڈاکٹر رادھا کرشنن جو The Legacy of India میں شامل ہے۔

۱۲- ہندو، لفظ الہام سے نا آشنا تھے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ وید 'اپورشیا' ہیں۔ یعنی ویدوں کو کسی پُرش (آدمی) نے رَچا (بنایا) ہی نہیں۔ بیاس رشی محض وید منتروں کے مرتب تھے ان کے رَچنے والے نہیں کیونکہ ان کا مآخذ شرتی ہے ویدوں کی اُت پتی (تخلیق) کی مختلف توجیہات ہیں۔

(۱) وید پُرش (آدمی) کی قربانی سے پیدا ہوئے۔ (رِگ وید کے دسویں منڈل کے نوے سوکت کو پُرش سوکت کہتے ہیں)۔

(۲) وید سکمبھ دیوتا (حفاظت کرنے والا یا سنبھالنے والا دیوتا) سے نکالے گئے۔ (اتھرو وید- کانڈ ۱۰- انووک ۴- سوکت ۷- منتر ۲۰)۔

(۳) وید اِندر سے پیدا ہوئے۔ (اتھرو وید- کانڈ ۱۳- انووک ۴- سوکت ۴- منتر ۳۸)۔

(۴) وید کال زمانے سے پیدا ہوئے۔ (اتھرو وید- کانڈ ۱۹- انووک ۶- سوکت ۵۴- منتر ۳)۔

(۵) وید اُچھشٹ (بچی کھچی چیزیں) سے پیدا ہوئے۔ (اتھرو وید- کانڈ ۱- انووک ۴- سوکت ۷- منتر ۲۴)۔

(۶) وید (ا) پرجاپتی (سربراہ)۔ (ب) واچا (زبان)۔ (ج) گائتری (ویدوں

کی تین پاؤں والی ماں)۔ (د) سَرسوتی (دیوی)۔ (ر) وشنو دیوتا سے پیدا ہوئے۔

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب "ویدوں کا اصل" از پروفیسر ٹی۔ٹی۔ رائے کرسچن لٹریچر سوسائٹی فار انڈیا، ۱۹۱۲ء۔

ویدوں کے کسی جگہ الہامی ہونے کا نام و نشان نہیں۔ رشی منتروں کے اَرتھ (دیکھنے والے یا معنی ظاہر کرنے والے) ہی نہ تھے بلکہ انہوں نے وید، منتر رچے (یعنی بنائے) دیکھیں (منڈل ۱- سوکت ۴- رچا ۲)۔

پنڈت ستھیاورتھ سام شری اپنی کتاب جری پراچے صفحہ ۴۷ پر لکھتے ہیں کہ وید رِشیوں نے مرتب کئے۔ رشی کی تعریف ایک دانا اور سمجھدار آدمی کی ہے۔ ملاحظہ ہو (تتریہ برہمن- ۲- ۸-۸-۵)

ہندو، سنسکرت عالموں کی یہ متفقہ رائے ہے کہ وید رشیوں کی تالیف ہے اور ان میں '۴۴۳' رشیوں کے نام درج ہیں(عبدالحق ودیارتھی، ویجروید کا اردو ترجمہ، لاہور ۱۹۲۷ء، ص ۳)۔ ہندو عالموں میں سوامی وَویکانند، پنڈت ناتھ دت، اُمناش چندر دتھ، ستیاورتھ، سوامی ہری پرشاد، سائیں اچاریہ، یاسک اچاریہ، سب اس بات پر متفق ہیں۔ البتہ پنڈت دیانند (بانی آریہ سماج) اپنی کتاب "ستیارتھ پرکاش" صفحہ ۱۴۸ میں دعویٰ کرتے ہیں کہ "وید ایشور کا کلام ہیں"۔ لیکن اکثریت ان کے دعوے کی نفی کرتی ہے۔

۱۳- Dr. Surender Nath Das Gupta, A History of Indian Philosophy, Vol. I, pp. 11-12

۱۴- Louis Renou (Edit), Hinduism, NY 1962, P.61.

۱۵- وید، دیوتا پرستی کا مجموعہ ہیں۔ ان میں خدا کی وحدانیت اور یکتائی کا تصور نہیں، بلکہ مقامی، علاقائی دیوتاؤں کا تصور ہے۔ اس کو "PANTHEISM" کہا جاتا ہے، "MONOTHEISM" نہیں۔ سنسکرت کے فاضل جرمن محقق پروفیسر Max-Muller کا یہ خیال تھا کہ ویدوں میں ناقص توحید "HENOTHEISM" پائی جاتی ہے (F. Max-Muller, What can it Teach us, p.247-249)

انسائیکلوپیڈیا آف ریلجنز اینڈ اتھکس کا مقالہ نگار اس کی تردید کرتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ویدوں کے زمانے کے بعد براہمنا کے دور میں پرجاپتی کو دیوتاؤں کا باپ یا سربراہ مانا گیا۔ ابتداء سے موجود یہ نظریہ اُپنشدوں میں براہما کی صورت میں آیا جو آفاقی یا مطلق روح تھا۔ اس کے بعد توحید کا تصور اجاگر ہونے لگا۔

"... that at the close of the Vedic period, and more particularly in that of the Brahmanas, Prajapati has come to be realized as the chief and father of the gods, existent from the beginning, a conception which in the Upanishads gives place to Brahma, the universal soul or the Absolute (E. W. Hopkins, Rel. of India, 1896, pp.67, 172; Macdonell, Vedic Myth., 118 ff.). The later development of monotheism has been illustrated by G. A. Grierson, in art. BHAKTI-MARGA, vol. ii. p. 539; 'The Monotheistic Religion of Ancient India,' Proc. Oxford Congress of Religions, 1908, ii. 44 ff.; L.

J. Sedgwick, Bhakti,' in JRASBO, xxiii. (1911)."

(Encyclopedia of Religions & Ethics, p. 690).

۱۶- رگ وید، منڈل ۱۰، سوکت ۵۲، منتر ۶

۱۷- رگ وید، منڈل ۱۰، سوکت ۹۱، منتر ۱۱

۱۸- رگ وید، منڈل ۸، سوکت ۵۸

۱۹- رگ وید، منڈل ۱۰، سوکت ۹۱، منتر ۱۲- ۱۴

۲۰- یجر وید، ادھیا ۱۳، منتر ۱۲۔

۲۱- یجر وید، ادھیا ۱۵، منتر ۱۷- ۱۹۔

۲۲- یجر وید، ادھیا ۱۵، منتر ۱۸۔

۲۳- یجر وید، ادھیا ۱۶، منتر ۶۵۔

۲۴- یجر وید، ادھیا ۵، منتر ۲۲۔

۲۵- یجر وید، ادھیا ا، منتر ۲۸۔

۲۶- یجر وید، ادھیا ۱۳، منتر ۲۸۔

۲۷- یجر وید، ادھیا ۱۷، منتر ۳۹۔

۲۸- سام وید، ادھیا ۱۱، منتر ا۔

۲۹- رگ وید، منڈل ۱۰، سوکت ۹۵، منتر ۱۵۔

۳۰- رگ وید، منڈل ۸، سوکت ۳۳، منتر ۱۶۔

۳۱- یجر وید، ادھیا ۸، منتر ۵

۳۲- اتھر وید، کانڈ ا، سوکت ۱۷، منتر ا۔

۳۳- اتھر و وید، کانڈ ا، سوکت ۱۷، منتر ا۔

۳۴- اتھر وید، کانڈ ۱، سوکت ۱۷، منتر ۱۔

۳۵- اتھر وید، کانڈ ۱۵، سوکت ۱۷، منتر ۸-۹۔

۳۶- سوامی دیانند، ستھیارتھ پرکاش، باب ۴، مضمون نیوگ۔

۳۷- رینو، ہندو ازم، ص ۲۳۔

۳۸- تفصیل کے لئے دیکھئے مقالہ ہندو ازم، انسائیکلوپیڈیا آف ریلجنز اینڈ اتھکس
(Encyclopedia of Religions and Ethics, Hindoism).

۳۹- ہندو ازم، انسائیکلوپیڈیا آف ریلجنز اینڈ اتھکس، ص ۶۹۶۔

۴۰- Louis Renou, Hinduism, P.27.

۴۱- Hopkins, The Great Epic of India, London 1901, P.398.

۴۲- The Legacy of India مقالہ Language and Early literature.
از ایف ڈبلیو تامس، ص ۶۸۔

۴۳- رینو، ہندو ازم، ص ۷۔

۴۴- منڈل ۱، کھنڈ ۱، منتر ۷۔

۴۵- بر یہد ۲-۱، ۱ و ۲۔

۴۶- Louis Renou, Hiduism, P.162.

۴۷- انسائیکلوپیڈیا آف ریلجنز اینڈ اتھکس۔

۴۸- رگ وید، ۱-۳۱-۱۔

۴۹- Renou, Hinduism, P.51.

۵۰- L. S. Radha Krishnan, The Bhagvad Gita, Blackie & Son, India, 1970.

۵۱- اسلام کے ہندومت اور معاشرے پر اثرات کے لئے دیکھئے کتاب The legacy of India. ص ۲۸۷- ۳۰۴۔ نیز ڈاکٹر تاراچند کا مقالہ : تمدن ہند پر اسلامی اثرات۔

(نوٹ) یجروید کے ترجمہ کے لئے ملاحظہ ہو مولوی عبدالحق ودیارتھی کا ترجمہ "یجروید" مقبول عام پریس، لاہور، ۱۹۲۷ء اور کتاب "حقیقت وید"۔